حالاتِ تانسین

خدائے فن موسیقی

مؤلفہ

محمد الدین فوق

جس کو

حکیم رام کشن مالک کارخانہ جڑی بوٹی شاہ عالمی دروازہ لاہور۔

۱۹۰۹ء میں

ماہ جولائی

مطبوعہ دیپک راجپوت پرنٹنگ ورکس لاہور

میں باہتمام کارپردازان پریس طبع ہوا۔
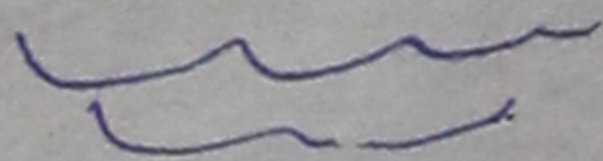
تان سین

دیباچہ

ان مختصر اوراق کا مسودہ نومبر سنہ ۱۹۰۴ء سے تیار ہے - ۲۵ فروری سنہ ۱۹۰۵ء
کو میرے مکرم لالہ سادا پرشاد صاحب (حال میر منشی ریاست [illegible])
نے بنا بر مشمول حالات تان سین "مختصر سانگیت" ارسال کئے جو کتاب
کی زینت کا باعث ہیں - موسیقی کی ابتداء عروج اور زوال ایک دلچسپ
بحث کے قابل ہے - میرا ارادہ اس پر تفصیل سے کچھ لکھنے کا تھا - لیکن
ناظرین میری پریشان خیالی کا اسی سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ مدت سے
مسودہ تیار ہے - اور اب جون سنہ ۱۹۰۹ء میں مطبع کے حوالے کیا جاتا ہے
اسی اثنا میں لاہور (اب دہلی) کے مشہور علمی رسالے مخزن کے مختلف [illegible]
میں موسیقی پر دلچسپ مضمون نظر سے گذرے - جن میں ایک سید
نذیر حسین صاحب بی - اے اور ایک سید علمدار حسین صاحب [illegible]
(پٹیالہ) کے زور قلم کا نتیجہ ہے - اس لئے یہ دونوں مضمون [illegible]
سے لکھے گئے ہیں اور جو میرے خیالات کے بالکل مطابق ہیں - کتاب ہذا
میں درج کئے جاتے ہیں

ماہ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء

موسیقی

صفائے سُخن کے جہان بھر میں غالباً کسی شئے کو وہ قبولیتِ عام حاصل نہ ہوئی جو موسیقی کو حاصل ہے۔ جدھر نظر ڈالئے جہان دیکھئے قلب انسانی اس پر دلفریفتہ و شیفتہ نظر آتا ہے۔ پتھر دل کے پگھل جانے پہاڑوں کے ٹل جانے اور خود بخود آگ لگ جانے کے قصے غلط سہی مگر اس میں کچھ کلام نہیں کہ موسیقی کا جادو نہ صرف انسان پر بلکہ تمام جانداروں پر چلتا ہے

موسیقی کی بناوٹ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اجزاء آواز کی ایک خاص قسم کی چال (جس کو "لے" کہتے ہیں) حصہ ہائے آواز کی ایک خاص ترتیب (جسے "تال" کہتے ہیں) اور خود آواز (جس کو "سُر" کہتے ہیں) ہیں۔ پہلے دو اجزاء عقل انسانی کی صنعت کا ایک اعلےٰ نمونہ ہیں اور اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ حسن بذات خود صرف اندرونِ دل ہی پیدا نہیں کیا جا سکتا۔ آواز میں بھی اس کا ظہور ممکن ہے۔ یہ وہ حسن ہے جس کا احساس جاہل سے جاہل شخص اور بیدل سے بیدل انسان کو ہوتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ صاحب فہم اس احساس سے زیادہ لطف اُٹھاتا ہے اور یہ مقابلۃً کم "سُر" موسیقی میں وہ چیز جو در اصل موسیقی کی جان ہے اور جس کے بغیر موسیقی موسیقی نہیں غور سے دیکھئے تو یہ "سُر" "تاثرِ قلبی" کا ہو بہو عکس ہے کسی موسیقیانہ آواز کو آنکھیں بند کر کے دھیان لگا کر سنئے بس یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اپنے دل کا حال موُبمو آپ سے کہہ رہا ہے کبھی کسی رنج کو یاد کر کے آہ کھینچتا ہے جس کو سن کر آپ بھی بیتاب ہو جاتے ہیں۔ کبھی کسی کو یاد کر کے قہقہے لگاتا اور خوش ہوتا ہے جس کے اثر سے آپ کا سارا غم والم دم بھر میں کافور ہو جاتا ہے [illegible] کے ایجاد کرنے والوں کی قدرت اور وسعت پر نظر کر کے حیرت ہوتی ہے کہ تاثر سی لطیف چیز کو تقسیم کر کے کس کس انداز سے ترتیب [illegible] ایک قطرے کو دریا بنا دیا ہے۔

موسیقی کا اثر دو طرح کا ہے۔ ایک تو وہ جو تال اور لے سے ظہور میں آتا ہے
یہ اثر عام و خاص دونوں پر پڑتا ہے۔ دوسرا وہ جو مختلف سُروں کی کیفیات کی
وجہ سے طاری ہوتا ہے اس کے لئے ذرا صاحب دل ہونا ضروری ہے ناٹک
کے گانے۔ مجلس عزا کے سوز۔ عشق و محبت کے گیت سب اپنی تاثیر
کے لئے سُروں کے محتاج ہیں اور اس میں کچھ شک بھی نہیں کہ موسیقی
جب ان جذبات کے ساتھ مل جاتا ہے تو جذبات کی تصویر اترتا تو ایک
طرف نقل کی کیفیت اصل سے بڑھ جاتی ہے۔
یوں تو موسیقی کس ملک اور کس قوم میں نہیں۔ مگر جو بات ہندستانی
موسیقی میں ہے کسی میں نہیں۔ اس کا کمال اس کے باریک باریک انداز
اس کی سچی اور اثر میں ڈوبی ہوئی کیفیات اس کی تال کی پُر لطف پیچیدگی
اس کے لے کا لوچ اور تڑپ یہ سب وہ چیزیں ہیں جن کا نشان یورپ کے
ترقی یافتہ موسیقی میں کہیں نہیں ملتا بلا شبہ یورپ کا موسیقی ابھی ترقی
کی دوڑ میں بہت پیچھے ہے اور اس لائق ہے کہ سالہا سال ہندستانی
موسیقی کے سامنے زانوئے ادب تہ کرے۔
ایک غلط سا خیال عام طور سے موسیقی کی قدیم معززہ طرزوں کی نسبت
پھیلا ہوا ہے وہ یہ کہ ان میں سے ہر ایک طرز کسی خاص وقت کے ساتھ
مخصوص ہے۔ اس خیال کا باعث وہ طرزیں ہیں جو صبح کی چیزیں کہلاتی
ہیں۔ ان طرزوں میں مایوسی درد اور تفکر بہت زیادہ ہوتا ہے اور صبح کے
وقت انکو گانے سے ان سب کا اثر اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ اوقات
پسند گروہ اسی پر قیاس کر کے کہہ دیتا ہے کہ یہ سب چیزیں صبح سے
مخصوص ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں موسیقی کو اوقات سے کچھ ایسا تعلق
نہیں ہے۔ اگر ہے تو اتنا کہ بعض سنجیدہ اثر والی طرزیں سوائے سکون
و سکوت کے عالم کے کسی دوسرے وقت نہیں کھلتیں اور سکون و سکوت
کی موجودگی ہر طرز کے لئے باعث فروغ ہے چاہے سکوت صبح
کو ہو یا آدھی اور پچھلی رات کو۔ یہ بات یاد رکھنی ہے کہ آدھی رات

پچھلی رات اور تڑکے کی چیزیں کسی اور وقت میں وہ لُطف نہیں دیتیں جو مذکورہ اوقات پر دی جاتی ہیں۔ اس لئے کہ وہ چپ چاپ وقت ان درد بھری چیزوں کے لئے زیادہ موزوں ہیں۔ مگر یہ امر ہرگز ماننے کے قابل نہیں کہ دن کی چیزیں بھی اسی طرح رات کو کبھی نہیں کھلتیں۔ ہندوستانی تھیٹر کبھی اس بات کی پرواہ نہیں کرتے اور جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ وہ بالکل حق بجانب ہیں

کہتے ہیں کہ یورپ کے موسیقی میں شادی اور غم کے لئے الگ الگ طرزیں مخصوص ہیں۔ ہندوستانی موسیقی میں بھی امتیاز ممکن ہے۔ مگر بہت مشکل۔ ہندوستانی موسیقی وہ بیش قیمت زربفت ہے جس میں شادی و غم کے گنگا جمنی تار کچھ اس طرح پیوست ہوتے چلے گئے ہیں کہ ایک تار دوسرے تار سے الگ کر دکھانا اعجاز سے کم نہیں۔ پس ممکن ہے تو صرف اس قدر کہ بعض چیزیں زیادہ افسردہ نظر آتی ہیں اور بعض چیزیں زیادہ شگفتہ معلوم ہوتی ہیں اس افسردگی اور شگفتگی میں تال کا بہت بڑا دخل ہے۔ یہ تال وہ چیز ہے کہ خالص افسردہ سُروں سے اگر اس کو چسپاں کر دیں تو ان کی افسردگی تک نساً منسیاً ہو جاتی ہے۔

ہندوستانی موسیقی کے کمال کا باعث وہ عظیم الشان تاثر ہے جس کا وجود ہندوستان کے مشہور فلسفے میں پایا جاتا ہے اس موسیقی کی بعض بعض طرزیں ایسی ہیں کہ انسان کو مرغ بسمل کی طرح تڑپا دیں یا در بائے تحیر ہی لگر میں اس قدر غرق کر دیں کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہے۔ یہ وہ نکتہ ہے جس کی وجہ سے بعض اکابر ملت نے اشغالِ موسیقی کو ممنوع ٹھہرایا ہے۔ اور اس میں کچھ شک بھی نہیں کہ ہر شخص کو اس آتشِ سیال کا استعمال راس نہیں آتا اسرار جن کو سب کچھ حاصل ہے اور علما جو درد کے بڑھنے کو درد کا علاج جانتے ہیں۔ ان اشغال میں انہماک رکھیں تو مضائقہ نہیں عوام لناس کو اور اُن عوام الناس کو جو ہزاروں دبی آرزوئیں دلوں میں لئے ہوئے ہیں۔ موسیقی کی [illegible] بچنا چاہیئے۔ ورنہ موسیقی دبی ہوئی آگ کو بھڑکا دیگا۔

اور اس کا انجام عشق و دیوانگی ہوگی۔

دوسرا مضمون

موسیقی اور حسن دو ایسی دلپذیر چیزیں ہیں کہ اگر جادو کا فعل فی الواقع صرف اپنے معمول کو مسخر کر لینا ہی ہوتا ہے تو یہ دونوں بلا شک جادو اور چلتا ہوا جادو ہیں۔

انسان جس طرح بالطبع حسن پسند واقع ہے۔ موسیقی پسند بھی واقع ہوا ہے اور ان دونوں کا طبیعتِ انسانی پر کم و بیش یکساں اثر ہوتا ہے۔ دونوں متحد الکیفیت ہیں۔ دونوں دلگداز۔ دونوں روح پرور ہیں۔ دونوں جاں نواز۔ دونوں کی راہ میں شائبۂ آہ موجود ہے اور (قطع نظر بعض مستثنیات) دونوں درد انجام ہیں۔

بہ حسب ظاہر موسیقی اور حسن میں کچھ مماثلت و تعلق معلوم نہیں ہوتا۔ یعنی ایک کو مطلق سامعہ سے واسطہ ہے دوسرے کو مطلق باصرہ سے۔ ایک غیر مرئی شے ہے۔ دوسرے مرئی ہے اور مرئی بھی کیسی؟ یہ بتایا جائے گا!! لیکن اگر بغور دیکھا جائے۔ تو دونوں میں باہمدگر معنوی توافق و تناسب موجود ہے۔ حسن۔ خاموش موسیقی (رنگینی) لئے ہوئے ہے۔ اور موسیقی۔ حسن مستور۔ جس کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ مگر کانوں کی راہ قلب پر وُہی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ جو آنکھوں سے کسی حسین کو دیکھ کر۔

دونوں میں دلگدازی کی وہ اعلیٰ صفت مضمر ہے۔ جو آدمی کو انسان اور انسان کو فوق الانسان بناتی ہے۔ دل گداز ہو کر ہی لذت درد کا مزہ چکھ سکتا ہے۔ جس سے قلب انسان میں صوفی صافی منش۔ اہل اللہ۔ اور خلیفۃ اللہ وغیرہ کا پورا مصداق بننے کی اہلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ لذت درد کیا شے ہے۔ اُس کی کیفیت کوئی اہل دل سے پو[illegible]

بس موسیقی اور حسن وہ نسخہ اکسیر ہیں۔ جو بے واسطہ دل کو گداز کر کے اُس میں درد پیدا کرتا ہے۔ اور دل گداختہ ہی ہے۔ جو انسان کو مرتبۂ انسانیت سے بڑھا کر ملکوتی صفات بنا سکتا ہے۔

جس طرح اطباء نے امزجۂ نباتات تشخیص کر کے اُن کے اثرات بالکیفیت والخاصیت علیحدہ علیحدہ بیان کئے ہیں۔ اسی طرح ماہرانِ موسیقی نے ہر راگ اور راگنی کی جُداگانہ طبیعتیں بیان کی ہیں۔ اور ان کا مزاجِ انسانی پر ایک حد تک طبعی اثر پڑتا ہے۔ فوری خوشی۔ فوری جوش۔ فوری جرأت۔ فوری اُمنگ۔ فوری ولولہ (اور بعض خاص صُورتوں میں) فوری درد پیدا ہوتا۔ بلاشبہ طبی پہلو لئے ہوئے ہے۔ جس طرح بعض ادویات اگر انہیں ترکیب اور مقدار معینہ سے باقاعدہ طور پر بے کم و کاست استعمال کیا جائے۔ معدۂ مریض میں پہنچتے ہی اپنا فوری اثر ظاہر کرتی ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی باخبر اور بااصول گویا کوئی راگ یا راگنی اُس کے ہر ایک سُر پر نظر کر کے باقاعدہ اور صحیح طور سے گائے۔ تو ضرور اور فوراً اُس کا اثر سامعین پر پڑیگا۔ اسی بنا پر میگھ کی چیزوں سے خود بخود ایسا محسوس ہوا کرتا ہے۔ کہ ان کو برسات سے کچھ مناسبت سی ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ رات کے نو یا دس بجے کوئی رامکلی یا پرج گانے لگا۔ الاپ کے ساتھ ایسا ہی معلوم ہوا کہ گویا سپیدۂ سحری نمودار ہے اور مرغانِ خوش الحان معروفِ نواسنجی و زمزمہ پیرائی درباری کا دن میں کبھی وہ لطف نہ آیا۔ جو رات کے وقت۔ وقس علٰے ھذا اسی کا نام ہے خاصیتِ مزاجی۔ اس سے میری مراد یہ نہیں کہ رات کی چیزیں دن میں اور دن کی رات کو کام نہیں دے سکتیں۔ نہیں لطف دیجاتی ہیں۔ مگر کیا؟ جیسا بے فصل کا میوہ!!

بعضوں کا خیال ہے کہ جو لوگ فنِ موسیقی میں علم تامہ رکھتے ہیں۔ انہی صبح کی راگنی سے رات کو صبح کا سماں۔ اور میگھ کی چیزوں کو برسات سے مناسبت اور تعلق سا محسوس ہو سکتا ہے۔ ناواقفوں کو نہیں۔ اگر اس نا[illegible] ان کی مراد حیوانِ ناطق ہے۔ یعنی انہیں اچھی بری چیز کا احساس

وتمیز نہیں تو بے شک ان کا خیال صحیح ہو سکتا ہے۔ ورنہ معلومات کو تاثرات میں کچھ دخل نہیں ہم عطر کا بکس ایک بھرے مجمع میں کھولتے ہیں۔ عطر کی خوشبو سے ہر شخص کا دماغ طبلۂ عطار بن جاتا ہے۔ جو لوگ حنا جوہی کیوڑے۔ گلاب وغیرہ میں تمیز کر سکتے ہیں۔ لطف خوشبو اُن کو بھی اسی قدر حاصل ہوتا ہے۔ جتنا دوسروں کو۔ فرق صرف اس قدر کہ وہ اُس پہیلی کو بوجھ لیتے ہیں اور یہ محظوظ ہوتے ہیں۔ مگر جس طرح گونگا گڑ کھا کر شیریں کام ہوتا ہے۔ مگر بیان نہیں کر سکتا۔ اسی طرح کیفیات کو تو بتا سکتے ہیں مگر راگنی کا نام نہیں بتا سکتے۔ ایسا ہی عطر خس جاڑے میں اور نار بسات میں بے موسمی سے معلوم ہوا کرتے ہیں۔ مگر ان کی طبیعت اور مزاج میں کچھ فرق نہیں آتا۔ بعض حضرات موسیقی کو علی حدہ ذاتہٖ موثر نہیں مانتے اور فرماتے ہیں کہ جس چیز سے دل متاثر ہوتا ہے اُس کا نام نازک آوازی اور خوش گلوئی ہے۔" بے شک نازک آواز بھی قابل قدر چیز ہے۔ مگر بلا موسیقیت۔ جسد بے روح۔ نری آآ سے خاک اثر نہیں ہوتا۔ مثلاً موسیقی کے لئے نازک آوازی کو سونے کا سہاگہ کہہ سکتے ہیں۔ مگر نازک آوازی محتاج موسیقی ہے اور موسیقی محتاجِ نازک آوازی نہیں۔

انسان تو بھلا اشرف المخلوقات ٹھہرا۔ ہر اچھے برُے کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ موسیقی کے بذاتہٖ موثر ہونے کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ حیوانات تک کو مسخر کر لیتی ہے ذرا اونٹ کے بے ڈھنگے پن اور تنو توش پر نظر ڈالئے۔ اور ذرا سے بوجھ سے بلبلا اُٹھنے پر۔ عرب کے حدی خوان۔ معمول سے منوں زیادہ بوجھ لاد کر حدی خوانی شروع کرتے ہیں۔ اور ماشاء اللہ آپ (اونٹ) عالم محویت میں بے تکان چپ چپاتے منزلیں کی منزلیں طے کر جاتے ہیں۔ آہوئے وحشی کو رام کرنے کی ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ اُس پر بانسری کے ذریعے سے اثر موسیقی ڈال کر۔ از خود رفتہ اور محو کر کے گرفتار کر تے ہیں۔ سانپ جیسا موذی ... کا انسان کے سائے سے بھاگے اور قابو پائے تو فنا کر ڈالے ...

دنیا و مافیہا سے بے خبر گوشۂ تنہائی کے مزے لوٹ رہا تھا - جوں ہی سپیرے نے آکر بین بجائی - حضرت لہراتے ہوئے رونق افروز سطح زمین ہوئے کون کھینچ لایا ؟ حسن موسیقی - بچے کو دیکھئے بے چارہ پنگھوڑے یا کھٹولے پر پڑا کیسا بلک بلک کر رو رہا تھا - ابھی ذرا ماں نے تھپک کر اپنی لے میں لوری دینا شروع کی کہ سو گیا - غرض یہ کہ موسیقی بذاتہٖ موثر اور بجائے خود عمل تسخیر ہے

موسیقی کو محض کھیل و تماشا اور صرف وجہ تفریح قرار دے لینا سخت ناحق شناسی اور ناقدردانی ہے - ہمیں اس سے بہت سے علمی و قوائی فوائد حاصل ہوتے ہیں - غور کی عادت تفتیش کی قابلیت تحصیل میں رسائی حافظے میں تیزی - دماغ میں مشقِ نکتہ رسی ممیزہ و مدرکہ میں قوتِ تمیز و ادراک پیدا ہوتی اور بڑھتی ہے اور انسان بال کی کھال نکالنے لگتا ہے - روح تازہ ہوتی ہے - طبیعت کی ماندگی اور کسل دور ہوتی ہے - قلب میں فرحت اور مزاج میں شگفتگی آ جاتی ہے - یکسوئی حاصل کرنے کا بہت اچھا آلہ ہے - جن مذاہب میں گانا داخلِ طریق عبادت ہے - اس کی فلاسفی کیا ہے ؟ یہی علم مسمریزم میں جو اس کو داخلِ اصول کیا گیا ہے - کیوں ! اس لئے کہ اس سے یکسوئی بھی حاصل ہوتی ہے - بہرحال موسیقی ایک کارآمد چیز ہے - عرض جو علم ریاضی کا ایک شعبہ کہہ سکتے ہیں - جس چیز میں اتنی خوبیاں ہوں بلاشبہ قابلِ قدر ہے - مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس کی کہاں تک قدر ہوئی - ہمیں زمانۂ گزشتہ کی (اسلامی یا غیر اسلامی دنیا) سے استدلال کرنے کی یہاں ضرورت نہیں معلوم ہوتی - کیونکہ اگر اس وقت بھی اس کی یہی گت ہوتی - جیسا کہ اب حالت کسمپرسی میں ہے تو آج ہمیں لفظ "موسیقی" کتابوں میں بھی بڑی تلاش سے ملتا -

اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ فن لطیف اور بہت شریف فن تھا - علماء ... کو گھر میں پیدا ہوا - انہی کی گود میں پرورش پائی - بڑھا - صوفیا بھی محبت ... لگے (اگرچہ زیادہ منہ نہ لگایا) علماء میں بھی ایسے وقت تھ

رہا۔ ترقی کی۔ اور دربار اُمرا و خلفا تک رسائی ہوئی۔ شو اتفاق سے ایک ایسی نااہل قوم کے پلے بندھا جو ملک میں بلحاظ تمدن و معاشرت ادنیٰ ترین و ذلیل سمجھی جاتی تھی۔ اُن کمینوں نے اسے اپنا وجہ معاش قرار دے کر اور صرف اپنی جاگیر سمجھ کر خاص اپنی قوم میں محدود کر لیا۔ اور اس کی وجہ میں اس قدر بخل روا رکھا کہ شاید کا شی جی کے پنڈتوں نے تعلیم علم سنسکرت میں بھی اس قدر کنجوسی نہ برتی ہوگی۔ گو یا طوطی را با زاغ در قفس کردند۔ جوں جوں زمانہ گذرتا گیا۔ دوں دوں یہ اعلیٰ سوسائٹی سے دور ہوتا گیا۔ شراب نجباء بہ نظر حقارت دیکھنے لگے۔ اور کمینوں سے اس کی خصوصیت و اتحاد بڑھتا گیا۔ "صحبت صالح ترا صالح کند" کی ذیل میں آ گیا۔ ان کمینوں کی نسبت سے لوگ اسے بھی کمینہ سمجھنے لگے۔ اور اُن نالائقوں نے اُسے ایسی بد ذوقی اور بے احتیاطی سے استعمال کیا کہ لحن داؤدی کی سی نایاب شے بھی ممنوعات شرعی میں داخل ہو گئی۔ ایسی حالت میں یہ فن کیوں نہ نیچا دیکھتا نیچا دیکھا اور ایسا۔ کہ آج اس قوم میں بھی فیصدی ایک آدھ شخص ہی ایسا مل سکتا ہے جو اس کے اصول سے و قواعد سے کما حقہٗ باخبر ہو!!!

خوشی کی بات ہے کہ آج کل اعلےٰ طبقے کے لوگوں اور مہذب جلسوں میں باجوں گاجوں کے توسل اور معرفت سے اس کی آؤ بھگت ہونے لگی ہے۔ اگر اب بھی اس کی حفاظت نہ ہوئی اور اس پر توجہ نہ کی گئی تو وہ زمانہ دور نہیں کہ بعض قوموں کی طرح روئے زمین پر اس کا بھی نشان نہ ملیگا؛

۷۸۶

حالات تان سین

پنڈا مکرند برہمن

پنڈا مکرند برہمن ایک نامی شخص نواحِ گوالیار میں معمولی حیثیت کا ایک برہمن تھا جس کا قصرِ دل چراغ اولاد کے نہ ہونے سے ہمیشہ تیرہ و تاریک رہتا تھا۔ نباہ ئے نام کے تیل کی تلاش میں وہ جوگیوں۔ سادھوؤں اور فقیروں کے پاس جاتا تھا۔ مگر جب ہر ایک بات اپنے وقت اور محل پر موزوں ہوتی ہے۔ تو وقتِ مقررہ سے پہلے اس کی مُراد کس طرح پوری ہوسکتی تھی۔ آخر ایک دن وہ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جو اس زمانہ کے ولیِ کامل۔ عارف مکمل۔ اور عالم متبحر تھے۔ حضرت نے برہمن کے حال پر توجہ فرمائی۔ اور بدرگاہ الٰہی برہمن کا خانۂ اُمید آباد ہونے کے لئے دُعا کی۔ مراقبہ سے سر اُٹھانے کے بعد حضرت نے مکرند کو ایک بیٹا پیدا ہونے کی بشارت دی۔ یہ خوش خبری سُن کر دعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔

تان سین کی پیدائش

مدت معیّنہ کے بعد آخر کار وہ زمانہ بھی آیا۔ کہ مکرند برہمن کے تاریک گھر میں روشنی کی جھلک دکھائی دی۔ یعنی تان سین پیدا ہوا۔ پانڈے نے حسب حیثیت بہت کچھ نذر نیاز دلائی۔ اور اپنی توفیق سے بڑھ کر شاہ صاحب کی خدمت کی۔ تان سین کا سنِ ولادت کسی مؤرخ نے بھی جن کی تصانیف میری نظر سے گذر چکی ہیں۔ نہیں لکھا۔ البتہ اس قدر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کی پیدائش اُس زمانہ میں ہوئی ہے جب شہنشاہ اکبر کی تخت نشینی کا ابتدائی دور تھا۔ مؤلف

حالات "مزار و گوالیار"[1] "تحفہ خان بہادر"[2] اور سب سے زیادہ "زبان خلایق" کا یہی قول ہے کہ تان سین گوالیار کا رہنے والا تھا۔ یہیں پلا۔ یہیں پرورش پائی۔ اور یہیں سے پر پُرزے لگا کر آسمان شہرت پر سورج کی طرح چمکنے لگا۔

چند روایتیں

بعض مورخوں کے خیال میں تان سین نہ پانڈے کے گھر پیدا ہوا۔ اور نہ اُس کا وطن ہی گوالیار یا اُس کا علاقہ ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اس کا اصلی نام ٹاٹنا سنیا یا ٹونا ساٹنا ہے۔ وہ اٹلی کا رہنے والا تھا۔ چند مورخوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ پیدا تو ہندوستان ہی میں ہوا۔ لیکن گوالیار میں نہیں بلکہ کشمیر میں۔ اور کشمیر ہی میں اُس نے پرورش اور تعلیم حاصل کی۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ حضرت داود کی اولاد سے تھا۔ اور اسی وجہ سے خدا کی جناب سے اُس کو لحن داودی عطا کیا گیا تھا۔

---

[1] یہ ایک چھوٹی سی کتاب گوالیار و مزار کے حالات میں منشی امیر احمد صاحب، امیر لکھنوی (امیر مینائی مرحوم نہیں ہیں) نے ۱۸۹۷ء میں گوالیار میں بیٹھ کر لکھی ہے اور مولف کی نظر سے گذر چکی ہے۔

[2] ریاست ریوان (بگھیل کھنڈ) کی یہ ایک معتبر تاریخ ہے جس کو خان بہادر مولوی حکیم رحمان علی خان صاحب سابق سیکرٹری کونسل راج ریوان نے صاحب پولیٹکل ایجنٹ کے ایما سے ۱۸۷۰ء میں لکھی تھی۔ اس تاریخ میں بھی ایک موقعہ پر تان سین کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گوالیار کا باشندہ تھا۔ اور ریاست ریوان میں ملازم تھا۔ خان بہادر صاحب کا ۱۹۰۵ء میں نہایت ضعیفی کے عالم میں بمقام ریوان انتقال ہو گیا۔ مولف کو ان سے نیاز حاصل تھا۔

کی خاک چھانتا رہا - مگر جس مقصد کے لئے یہ کٹھن مصیبت گوارا کی تھی - وہ
شنوز وتی دو - کا معاملہ تھا - ایک دن نہایت بے چین اور مایوس ہوکر اپنے
پیر و مرشد حضرت شاہ محمد غوث رحمتہ اللہ علیہ کو یاد کیا - اور اُن کی رُوح
پر فتوح سے استمداد چاہی - اُس سرکار میں کیا کمی تھی - تان سین کو ایک
غنودگی کا سا عالم ہوگیا - اسی عالم رویا میں وہ دیکھتا ہے کہ حضرت ایک بیراگی
سادھو کو جسے دوسرے لفظوں میں ملکُو ہی کہنا چاہیئے - کیونکہ شکل بالکل ملتی
جُلتی تھی ساتھ لئے تان سین کی طرف آ رہے ہیں - تان سین کو کامیابی
و شہرت کی دعائیں دیں - دست شفقت اُس کے سر پر پھیرا - پھر بیراگی نے
دو تین قسم کی اعلےٰ دُھرپدیں سکھائیں - اس مختصر سے خواب کے بعد جب اُس
کی آنکھ کُھلی - تو نہ مرشد تھا نہ ملکو - مگر وہ بہت حیران اور خوش ہوا جب
اُس کی زبان اور دل سے وہ دھرپدیں خود بخود نکلنے لگیں - پیر و مرشد
کی رُوح پر فاتحہ پڑھی اور خراماں خراماں پھر ملکُو کی لڑکی کے پاس اپنے
کمال کے جوہر دکھانے کی غرض سے روانہ ہوا -

تان سین اب اُستاد کامل ہوگیا

تان سین جب اُس یگانہ روزگار لڑکی کے پاس پہونچا تو پھر اُس کو اپنا
گانا سنانے کی درخواست کی جو خوشی سے منظور کی گئی - اُس عورت
نے نہایت استعجاب ظاہر کیا - جب اُس نے تان سین سے وہ خاص دُھریں
اور خاص گانے جو انہیں کے خاندان میں مخصوص تھے سُنے - اُس نے
تان سین سے دریافت کیا کہ یہ گانے اور دُھرپدیں تم نے کہاں سے
حاصل کیں - اُس نے جو تمام ماجرا پیش آیا تھا کہ سنایا - اب جب اس
خاندان کے خاص گانے تان سین از بر کر چُکا تھا تو اور معمولی گیت اور
خاص رموز و کنایات چھپے لئے لا حاصل تھے - اس لئے ملکو کی لڑکی نے
نہایت محبت اور کوشش سے تان سین کو تمام چھوٹے چھوٹے

گانوں میں رحمن میں سے اکثر تان سین کو یاد تھے) طاق کر دیا۔ عرض جہاں جہاں تان سین کو اس فن کے کسی کامل کی خبر ملی پہنچا۔ اور اُس کے تمام جوہروں کو دل کا ٹکڑا سمجھ کر اُٹھا لیا۔ کچھ دنوں کے بعد یہاں تک کمال حاصل ہوا کہ چاروں طرف تان سین کا نام ہی سنائی دیتا تھا۔ سچ ہے۔ مصرعہ

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

تان سین کا عشق

انڈین میوزک[1] میں لکھا ہے کہ تان سین شمالی ہند میں پہنچ کر شیر خان کے بیٹے دولت خاں پر عاشق ہو گیا اور جنون عشق میں حسن وعشق کے راگ بنانے لگا۔ یہ اخیر صدمہ تھا جس نے ہمارے علم موسیقی کو عشق حقیقی سے مجازی میں بدل دیا۔ معلوم نہیں یہ شیر خاں کون تھا۔ کس عہدہ پر تھا۔ دربار شاہی کا ملازم تھا یا بطور خود آزادی سے حکومت کرتا تھا۔ اگر وہ بادشاہ یا کوئی معزز عہدہ دار تھا۔ تو تان سین جیسے بے سروسامان بیراگی کا اُس سے عشق کرنا معلوم۔ تاریخ ہندھیل کھنڈ حصہ دوم کے صفحہ ۱۰ سے شیر خان کا تو نہیں مگر اُس کے بیٹے دولت خان پٹھان کا پتہ چلتا ہے جو سمت ۱۶۵۶ مطابق ۱۵۹۹ء میں راجہ بیر سنگھ دیو والئے ریاست اور چھا نیکم گڈھ قاتل ابو الفضل کی تنبیہ وتادیب کے لئے معہ آسکرن سردار شاہی راجہ رام ساہ والئے چندیری بحکم اکبر مقرر ہوا تھا یا ایک اور داؤد خاں کا پتہ بہار اور بنگالہ میں ملتا ہے جو خود سر حکومت تھا۔ اور جس کے دربار میں تان سین ملازم بھی رہا۔ جس کا ذکر اپنے موقعہ پر کیا جائے گا۔ دولت خاں یا داؤد خاں دونوں برسر حکومت تھے۔ اور تان سین کو ان سے عشق کی کوئی وجہ نہ ہو سکتی تھی۔ ممکن ہے تان سین نے کسی (عورت یا لڑکے) سے عشق کیا ہو۔ مگر دولت خاں یا داؤد خاں میں سے جو اُس زمانہ میں صاحب حکومت

[1] اس انگریزی مطبوعہ کتاب کے مصنف پنڈت کرشنا جی گنگل صاحب بی۔ اے موزون مرحوم ہیں

اور عالم شباب پر تھے - کسی ایک سے بھی اُس کا عشق نہ تھا - یہ سچ ہے کہ صاحب سرود و مزامیر اور خصوصاً اس فن کا صاحب کمال دل میں عشق و محبت کی ایک چنگاری ضرور رکھتا ہے - جس سے دردِ دل کی کیفیت روشن ہوتی ہے - اور پھر ایسا شخص تو اور بھی دردِ مجسم ہونا چاہیئے - جو نہ صرف گانے ہی میں اُستاد کامل ہو - بلکہ فقر و فاقہ اور تصوف و معرفت کی چاشنی بھی اپنے مُرشد کے وسیع دستر خوان سے چکھہ چکا ہو اور اسی لئے کہنا پڑتا ہے کہ تان سین بھی عشق و محبت کی چنگاری اور دردِ دل کی کیفیت ضرور پہلو میں رکھتا تھا -

---

تان سین کی دربار یوں میں رسائی

تان سین گوالیار سے نکلنے کے بعد جنگلوں کی خاک چھانتا اور عالم بیکسی میں صرف گانے کو ہی یار غار اور مونس تنہائی سمجھتا - آخر کار قلعہ باندھوگڈھ[۱] پہنچا -

---

[۱] راجہ رامچند کے پوتے یعنی راجہ بھیدھ کے بیٹے راجہ بکرما دت نے باندھوگڈھ کو جو ریوان سے آٹھ نو میل کے فاصلہ پر ستنا کی طرف واقع ہے ترک کر کے سنہ ۱۶۷۵ ہجری میں ریوان کو دار الخلافہ بنایا جو آج تک چلا آتا ہے ریوان میں یہ بے بنیاد روایت مشہور ہے کہ علاقہ ریوان کے مقام مکندپور میں شہنشاہ اکبر پیدا ہوا تھا - مگر ماہران فن تاریخ بلکہ سکولوں کے لڑکے اس امر سے واقف ہیں - کہ اکبر سندھ امر کوٹ کے ریگستان میں حمیدہ بانو بیگم کے بطن سے سنہ ۹۴۹ ہجری میں پردہ کتم سے عالم وجود میں آیا تھا - البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ جب راجہ ابدھوت سنگھ کے بعد اُس کے بیٹے راجہ اجیت سنگھ والئے ریوان کے زمانہ میں نواب علی بہادر نے بوندیل کھنڈ فتح کر کے ریوان کی طرف قدم بڑھایا تو عالی گوہر شاہ عالم پادشاہ دہلی نے بنارس سے خود ریوان کی طرف مراجعت کی - جہاں بمقام مکندپور اکبر شاہ ثانی پیدا ہوا (ماخوذ از تاریخ بندھیل کھنڈ حصہ چہارم مطبوعہ سنہ ۱۸۹۰ عیسوی)

جو اس زمانہ میں بگھیل کھنڈ کی سب سے بڑی راجدھانی تھی۔ اس وقت وہاں موجودہ مہاراجہ صاحب ریوان (سری وینکٹ رمن سنگھ) کے خاندان کے بیسویں حکمران مہاراجہ رامچند کا عہد حکومت تھا۔

بقول شیخ سعدی صاحب حُسن۔ صاحب علم۔ صاحب ہُنر اور خوش آواز کہیں بھوکا نہیں رہ سکتا۔

چنانچہ تان سین کے لحن داؤدی کا شہرہ ہوا تو آخر راجہ تک بھی خبر گئی راجہ رام چند[1] نے ایک غریب الوطن گوئے کی معقول قدردانی کی۔ اور زمرۂ ملازمین خاص میں اُسے منسلک کر لیا۔ یہ زمانہ گو تان سین کے عالم شباب کا تھا۔ اور علم موسیقی کی بھی ابھی مشق ہی تھی تاہم اس کی شہرت دُور دُور ہو گئی۔ لیکن اس پر بھی اُس کے عجز و انکسار کا یہ عالم تھا کہ جہاں کہیں اس فن کا اُسے کوئی ماہر ملتا۔ وہ اس سے اسناد حاصل کرتا۔ تان سین ابھی جم کر بیٹھا ہی نہ تھا کہ راجہ رام چند پر عتاب اکبر شاہی نازل ہوا۔ کیونکہ اُس نے خاندان مغلیہ کے دشمن خاندان سوری کے سردار غازی خاں سُوری کو پناہ دی تھی۔ اکبر نے چڑھائی کی تیاریاں کیں۔ مگر راجہ نے تاب مقاومت نہ لا کر مشہور قلعہ کالنجر کی کنجیاں نذر کر کے اپنا قصور معاف کرا لیا۔ اور اظہار فرمانبرداری کے لئے اپنے بیٹے راجہ بیر بھدر کو دربار اکبری میں بھیج دیا۔ جہاں اُسے ایک معزز عہدہ ملا۔

شہنشاہ اکبر اور تان سین

اکبر کا دربار ایک طرفہ معجون مرکب تھا۔ جو ہر رنگ کے صاحب کمال عالم فاضل۔ بذلہ سنج۔ لطیفہ گو۔ دیندار۔ بہادر اور شجاع لوگوں سے بھرا

---

[1] مئی ۱۹۰۳ء کے رسالہ آزاد لاہور نے نادرین میوزک ایک غیر مطبوعہ کتاب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ تان سین راجہ رام والئے پٹنہ کے دربار میں ملازم ہوا۔ لیکن۔ غلط ہے۔ پٹنہ کی جگہ ریوان اور رام کی جگہ رامچند چاہیئے۔ (ملاحظہ ہو تاریخ تحفہ خان بہادر)

رہتا تھا - اکبر علم - لیاقت اور کمال پر مرتا تھا - خواہ وہ کسی فن کے متعلق اور
کسی مذہب کے شخص میں ہو - اکبر جیسے بارعب اور پُرجلال شہنشاہ کے
حضور جہاں تین تین بار جُھک جُھک کر سلام کرنا اور اتنی ہی مرتبہ پایۂ تخت
کو بوسہ دینا آداب شاہی کا لازمہ تھا - مُلّا عبدالقادر بدایونی جو آزاد مزاجی میں
مشہور بلکہ بدنام تھا - بلا کسی تعظیم کے سیدھا اسلام علیکم کہہ کر چلا آتا تھا -
اکبر ان گستاخیوں اور بدمزاجیوں کی بمقابلہ شیخ بدایونی کی ذاتی لیاقتوں
اور اُس کی پکّی دینداری کے ذرا بھی پرواہ نہ کرتا تھا - غرض اس صلح کل شہنشاہ
کو جب اپنے آدمیوں کی زبانی (جو ریوان میں شرائط منظور کرانے گئے
تھے) تان سین کے صاحب کمال ہونے کی خبر ملی - تو اُسے خاص آدمی
بھیج کر راجہ سے طلب فرمایا - آگرہ (جو اکبر ہی کے نام پر اکبرآباد مشہور ہے)
اُس وقت تخت شاہی تھا - تان سین بہت جلد یہاں حاضر ہو
گیا -

دربار اکبری میں رسائی کی ایک اور روایت

ایک بیان یہ بھی ہے کہ تان سین داؤد خاں حاکم بنگالہ کے پاس جو
نہایت عیاش اور آرام طلب تھا - پونچا - وہاں چونکہ تفریح طبع کے دلفریب
مشاغل کے سوا اور کوئی کام ہی نہ تھا - اس لئے بہت جلد رسائی ہو گئی
تان سین نے داؤد خاں کو اپنا ایسا فریفتہ کر لیا کہ ایک دم کے لیئے بھی
وہ اپنے پاس سے اس کو جدا نہ کرتا - رولوں کو ہنسا دینا اور پتھروں کو موم کر
دینا اُس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا - اکثر لوگوں نے اس بات کی شہادت
دی ہے کہ تان سین جب گاتا تھا تو اُس کے شانوں سے تنبوروں کی سی
آواز سنائی دیتی تھی - تان سین نے اپنی غضب کی پُردرد - سُریلی اور
شیریں آواز سے اکثر اہل دل لوگوں کو گھنٹوں کے لئے محویت کے
عالم میں سرگردان کر دیا تھا - تمام بنگالی گویوں نے جو داؤد خاں کے دربار

میں ملازم تھے ۔ تان سین کے آگے زانوئے شاگردی طے کیا ۔ تان سین کے جادو اثر آواز نے اُڑتے پرندوں اور بہتے ہوئے پانی کو کئی مرتبہ ساکن کر دیا تھا ۔ اور یہی کمال تھا جس پر داؤد خاں ٹیا ہوا تھا ۔ مگر جب بنگالہ میں ابتری کا بازار گرم ہوا ۔ اور داؤد خاں اکبر شاہی لشکر کے خوف سے اپنی جان چھپانے لگا تو تان سین نے بوریا بستر ا باندھ کر آگرہ کا رُخ کیا ۔ جہاں ہندوستان کا جلیل القدر شہنشاہ "جلال الدین محمد اکبر" اپنی پُرشوکت سلطنت کے ڈنکے بجا رہا تھا ۔

دربار اکبری میں شرف ملازمت

ایک یورپین مصنف لین پول اپنی کتاب الشیاٹک ایمسر چینز میں تان سین کے حالات میں لکھتا ہے کہ جب وہ اول ہی اول اکبر کے حضور میں پیش کیا گیا تو اُس نے کہا کہ اس فن کا نتیجہ کیا ہے اور اس میں وقت صرف کرنے سے فایدہ کیا ہے اور تم نے اب تک اس سے حاصل کیا کیا ہے ۔ تان سین نے آداب شاہانہ بجا لا کر کہا کہ نتیجہ اور فایدہ اور حاصل اس فن کا کم سے کم مجھے تو یہ نصیب ہوا ہے کہ حضور معلیٰ کی بارگاہ عالی میں نہ صرف حاضری کی عزت حاصل ہوئی ہے ۔ بلکہ شرف ملازمت سے بھی ممتاز فرمایا گیا ہوں ۔ اس سے بڑھ کر اس فن کا بہترین نتیجہ اور کیا ہو سکتا ہے ۔

اکبر اس جواب سے نہایت خوش ہوا ۔ پہلے تو اس کو معمولی مشاہرہ دیا گیا ۔ مگر بعد میں اپنی قابلیت اور شہنشاہ کی مزاج شناسی کے بعد وہ ایام جنگ میں بھی اکبر کے ہمرکاب رہنے لگا ۔ اور نہ صرف اکبر ہی کو بلکہ کل دربار کو اپنے بے نظیر گانے کی بدولت خوش رکھنے لگا ۔

تان سین اور زین خان کوکہ

زین خان شہنشاہ اکبر کا کوکہ فن موسیقی میں استاد کامل مشہور تھا ذکر ہے کہ ایک دن اکبر نے کہا کہ زین خاں تمہاری آواز کا اثر جب جانیں کہ زندہ ہرن اچھلتے کودتے اور سر دھنتے مستی و بےخودی کی حالت میں تمہارے پاس آجائیں۔

زین خاں نے ایک جنگل میں جاکر گانے کی اجازت طلب کی۔ شاہ اکبر بھی معہ ارکین جو اس وقت دربار میں موجود تھے۔ تماشا دیکھنے کے لئے زین خان کے ساتھ گئے اور کسی قدر فاصلے پر الگ کھڑے ہو گئے۔ زین خان نے نہایت سُریلی آواز سے فارسی کی ایک غزل جس کا ایک ایک لفظ درد سے بھرا ہوا تھا۔ گانی شروع کی۔ اس قیامت خیز آواز کو دل سے نکلے ابھی آدھ گھنٹہ بھی بمشکل گذرا ہوگا کہ سینکڑوں ہرن دیوانہ وار زین خان کی طرف اس طرح دوڑتے آئے۔ جیسے سپنیرے کے گر دبین بجانے کے وقت سانپ دوڑے آتے اور مستی ظاہر کرتے ہیں اکبر نے اس تعجب انگیز واقعہ پر اس کے کمال کی تعریف کی اور کئی آدمیوں نے پچاس سے زیادہ ہرن زندہ پکڑ لئے۔

غرض تان سین کو دربار اکبری میں ایک ایسے شخص کا مقابلہ کرنا تھا جو سچا ہے خود اس فن میں کامل اور متجر تھا۔ اس کو حریف اس لئے نہیں کہا گیا کہ زین خان نے موسیقی کو پیشہ کے طور پر نہیں بلکہ ایک فن تفریح کے طور پر سیکھا تھا۔ وہ اکبر کا کوکہ یعنی ہمشیر (دودھ) بھائی تھا اور دربار میں ایک اعلےٰ عہدہ دار تھا۔ اسے کسی چیز کی کیا پرواہ تھی زین خان صرف درباری گویا ہی نہ تھا۔ بلکہ وہ اکبر کے پہلو بہ پہلو اور علیٰحدہ بھی بطور خود کئی لڑائیوں میں داد مردانگی و تیار رہا ہے۔ اور اس کے کارناموں سے تاریخیں بھری پڑی ہیں۔

ایک دن دربار خاص ہو رہا تھا۔ زین خاں نے اکبر کے ایماء سے تان سین

سے کہا کہ اگر آج تم گا کر مجھے خوش کرو۔ اور میری زبان سے واہ واہ نکلوا دو تو تمہاری اُستادی کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ تان سین نے کہا کہ یہ کون سی بڑی بات ہے۔ بلکہ میں دعویٰ کرتا ہوں کہ اگر تم اپنے لب بند بھی کر لو تو بھی واہ واہ کی صدا نکل آئے گی۔ اور اگر ایسا نہ ہو۔ تو آج سے گانا چھوڑ دونگا۔

غرض پیشتر اس کے کہ تان سین گانا شروع کرے نہ صرف زین خان ہی نے بلکہ سارے دربار نے بھی دلوں کو خوب مضبوط کر لیا۔ مگر یہ عہد و پیمان ٹوٹ گئے۔ دل بے اختیار لوٹ ہو گیا۔ جب تان سین نے موسیقی کا جوہر کمال دکھانا شروع کیا۔ اور لطف یہ ہے کہ سب سے پہلے زین خان ہی جھومنے لگا۔ اور بے خود ہو کر تال پر تال دینے لگا۔

دیپک راگ اور تان سین

اکبر کی پرائیویٹ محفل میں ایک مرتبہ زین خان۔ ملّا عبدالقادر۔ راجہ بیربر اور دیگر خاص درباری بھی تھے۔ تان سین بھی ایک کونے میں بیٹھا ہوا تھا۔ بیربر نے اکبر سے کہا۔ جہاں پناہ دیپک کا نام ہی نام سنا ہے کبھی آج تک کسی کو اس کا ماہر تو نہ پایا۔ اگر اس علم کا کوئی واقف ہوتا تو حضور کے مبارک عہد میں ضرور نظر آجاتا۔ یا تو دیپک سرے سے ہے ہی جھوٹ۔ کیونکہ پانی کو آگ کس طرح لگ سکتی ہے اور یا اس راگ کا جاننے والا ہی کوئی نہیں۔

اکبر۔ دیپک کے وجود سے تو انکار نہیں البتہ یہ ممکن ہے کہ آج کل اس کا کوئی جاننے والا نہ ہو۔

تان سین۔ حضور نے جو کچھ فرمایا ہے۔ وہ بالکل راست ہے۔ دیپک کا اصول غلط نہیں۔ رہی یہ بات کہ اس کے جاننے والا نہیں۔ ممکن ہے نہ ہو۔ لیکن حضور کے اقبال سے میں اس مہم کو سر کر لوں گا۔

یہ سن کر تمام مجلس نے دیپک سننے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ دریائے جمنا کے ایک کنارے پر محفل آراستہ کی گئی۔ تان سین دریا میں اترا۔ اور جب ناف تک پانی پونچ گیا۔ تو گانا شروع کیا۔ جلال الدین شروانی اپنی تاریخ میں اس دلچسپ اور حیرت انگیز واقعہ کے متعلق لکھتا ہے۔ کہ تھوڑے سے وقفہ کے بعد پانی سے غضب کے شعلے نکلنے لگے۔ اور جب وہ آہستہ آہستہ بلند ہونے لگے۔ اور پانی پکنے لگا۔ تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دریا میں آگ لگ گئی ہے۔ اور جمنا خاکستر ہونے والی ہے تمام لوگ یہ آتش خیز نظارہ دیکھ کر کانپ اٹھے۔ اکبر کے حکم سے تان سین دریا سے باہر نکل آیا۔ اور یہ شعلہ فشانی ختم ہوگئی

تان سین پیغمبر گویّان تھا

بعض مورخوں نے تان سین کو پیغمبر موسیقی دانان لکھا ہے۔ گوجرات (دکن) کا ایک مصنف احمد شاہ گوجراتی لکھتا ہے کہ گوجرات کے علاقہ میں جس قدر گویّے اور قوال رہتے ہیں وہ تان سین کو پیروں کی طرح مانتے ہیں اور اس کی نیاز دلواتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ جب تک ہم ایسا نہ کرلیں ہماری زبان کھل نہیں سکتی۔ اکثر ہندو گویّوں کے گھروں میں اس کی تصویر بھی پائی جاتی ہے۔ وہ اس کی پوجا کرتے ہیں۔ اور کثرت سے چڑھاوا چڑھاتے ہیں۔ بلکہ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو سب سے پہلے تان سین کی تصویر کے پیروں پر اسے ٹیکا جاتا ہے۔ گجرات کے علاوہ عام طور پر بھی ہندوستان میں یہ رواج دیکھا اور سنا گیا ہے کہ جب موسیقی کی تعلیم شروع کی جاتی ہے تو تان سین کے نام کی نیاز دلوائی جاتی ہے اور یہی ان کی بسم اللہ ہے۔ یہ بھی بعض کتابوں میں دیکھا گیا ہے۔ کہ دریا کے کنارے جب کبھی تان سین بطور عشق یا شوق کے گایا کرتا تھا۔ تو مچھلیاں کثرت سے دریا میں اچھلنا کودنا شروع کرتی تھیں۔

اور یہ امر ایک ماہر فن کے نزدیک قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ
جب ہم دیکھتے ہیں کہ معمولی سپیرے اپنی بین اور بانسری سے سانپ
جیسے زہریلے اور دشمن انسان جانور کو مست اور بے ہوش کر دیتے
ہیں۔ اور ان کی بین کی بھدی اور اصول موسیقی سے ناواقف آوازوں
پر وہ رقص کرنے لگ جاتا ہے تو کیا ممکن نہیں ہے کہ تان سین کے
گانے پر جس نے موسیقی میں کمال حاصل کر لیا تھا۔ مچھلیاں جمع ہو جاتی
ہوں۔ یا اُچھلنے کودنے لگتی ہوں۔

تان سین کا انتقال

آخر وہ دن بھی آ گیا کہ تان سین کو موت کی بانسری بجانی پڑی۔
کچھ دنوں وہ بیمار رہا۔ آخر کار ۱۵۹۵ عیسوی میں آگرہ میں انتقال کر گیا
کہتے ہیں کہ غدر ۱۸۵۷ عیسوی سے پہلے تک اُس کی قبر کے نشان موجود
تھے۔ مگر اس گل چل میں معلوم نہیں کیا سے کیا ہو گئی۔ لیکن اب خاص
گوالیار میں تان سین کی قبر بیان کی جاتی ہے جس پر املی کا ایک درخت
ہے اور جس کے پتوں کو وہ لوگ جن کی آواز ٹھیک نہیں ہوتی یا بیٹھی ہوئی
ہوتی ہے گھوٹ کر پیتے یا خشک کر کے سفوف پھانکتے ہیں۔ اُس
قبر پر مجاور بھی ہوتے ہیں۔ چڑھاووں اور نیازوں سے اُن کو خاصی آمدنی
ہو جاتی ہے۔ اور قرین قیاس یہی بات ہے۔ کہ اُس کی قبر گوالیار
ہی میں ہے۔ اس کی کئی ایک بیویاں تھیں۔ جن میں سے چار بیٹے
پیدا ہوئے۔

تان سین کو ہر چند اپنے فن میں کمال حاصل تھا۔ اور بادشاہ کے
مقربان خاص سے تھا۔ لیکن نخوت و غرور سے وہ ہمیشہ کنارہ کش
رہا۔ وہ نہایت خلیق اور منکسر تھا اور ہر چند کہ اکثر ہم پیشہ لوگ اُس کے
دشمن ہو گئے تھے۔ لیکن کسی کو اُس نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا

تان سین کی تصویر

زمانۂ سلف میں چونکہ فوٹو کا رواج نہ تھا۔ اس لیئے پُرانے وقتوں کی تصویروں کا دستیاب ہونا ایک ناممکن امر خیال کیا جاتا ہے۔ تاہم بعض ریاستوں میں اکثر ایسی قلمی نایاب کُتب اور تصویریں ہیں۔ کہ اہل قلم اُن سے کافی استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔

دربار میہر[1] کے ایک معزز رکن لالہ سارو اپرشاد صاحب ناظر ریاست (حال) میر منشی جن کو تواریخی کتابوں اور شعر وسخن سے خاص دلچسپی ہے ان کی معرفت مجھے چند نایاب کتابیں اور تصویریں دیکھنے کا موقعہ ملا۔ جن میں ایک تصویر تان سین کی بھی تھی۔ جو اس کتاب میں درج کی جاتی ہے۔ اس تصویر سے تان سین کی شکل وشمائل قد وقامت بخوبی سمجھ میں آسکتی ہے۔

---

[1] میہر ایک چھوٹی سی ریاست ہے۔ ستنا ایجنسی سے چند میل کے فاصلہ پر ملک بگھیل کھنڈ میں واقع ہے۔ سابق والیٔ ریاست راجہ رگھبیر سنگھ صاحب بہادر سورگباشی کو جنکا سنہ ۱۹۰ میں انتقال ہوچکا ہے۔ ہر قسم کے علم وفن بالخصوص علم تواریخ وجغرافیہ اور تصوف کا کمال شوق

مختصر سانگیت

(از لالہ سارد واپرشاد صاحب میر منشی ریاست مہرا)

سُر

سُر (۷) ہوتے ہیں۔

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
کھرج	رکھب	گندھار	مدہم	پنچم	دھیوٹ	نکھاد
س	ر	گ	م	پ	دھ	نی

ان کے بھید (قسم) پانچ ہزار چالیس ہیں (۵۰۴۰)

---

(۲)

تال

تال دو نیل نو کھرب بائیس عرب اٹھہتر کروڑ اٹھانوے لاکھ اٹھاسی ہزار ہیں
۲۰۹۲۲۷۷۸۹۸۸۸۰۰

رواج تال ۱۲ ہیں۔

۱	۲	۳	۴	۵	۶
یک تالا	دو تالا	تنتالا	چوتالا	آڑا چوتالا	سواری

۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
خموشہ	کوکلا	فرودست	برہمہ	چکتال	پنجمی

اس کے ہیل ۱۷ ہیں۔

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
ہیل	سم	بسم	اتیت	اناگت	آڑ کوواڑ	براڑ	الپت	ورمت

۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷
مدہم	بلمب	بلپیت	سما	سرب گلا	مردنگا لہ	بیلکا	گوچھا

باجا ساڑھے تین ہیں - ویتت تتا — پکھاوج یک — بانسری یک — منجیرہ نصف

نمبر	نام راگ	راگنی		پُتر		بھارجا	
۱	بھیروں	بھیرویں	۱	ہرک	۱	بلاول	۱
		سندھوی	۲	مادھو	۲	سوہا	۲
		بیراری	۳	پوریا	۳	سورٹھی	۳
		مدھ مادھوی	۴	بشدہ	۴	اودی یاہی	۴
		بنگال	۵	پنچم	۵	بہار گوجری	۵
				مند	۶	پٹ منجری	۶
				تلک	۷	گوبارتو	۷
				بلینا	۸	ہیری	۸
۲	مالکوس	گوری	۱	گندھار	۱	ونہاسری	۱
		ٹوڈی	۲	مارو	۲	مالسری	۲
		گنکلی	۳	بدھ ہنس	۳	چیتسری	۳
		گنیانیتی	۴	پیدل	۴	سگرہی	۴
		کوکب	۵	چنداک	۵	بھیم پلاس	۵
				بھودھر	۶	کرامودی	۶
				آنند	۷	گندھاری	۷
				کھوکر	۸	ودھگا	۸
۳	ہنڈول	بلاول	۱	چندر بمبے	۱	گیروی	۱
		رام کلی	۲	منگل	۲	لیلاوتی	۲
		للت	۳	سوبھاہ	۳	چیتی	۳
		دیوشاک	۴	آنند	۴	پوریا	۴

نمبر	راگ	نام	نمبر	نام	نمبر	نام	نمبر
		پٹ منجری	۵	سنبود	۵	پاراوتی	۵
				سپردہن	۶	شرون	۶
				گورا	۷	دیوگری	۷
				بیہاس	۸	سرستی	
۴	دیپک	کانڑا	۱	کلانگ	۱	منگل گوجری	۱
		دیسی	۲	بہاگرا	۲	بے جے وتی	۲
		کامود	۳	منگلاشٹک	۳	بال گوجری	۳
		کیدارا	۴	اڑانا	۴	سنوہر	۴
		نٹ	۵	ہنس منگلا	۵	اہیری	۵
				چیپک	۶	بہوپال	۶
				کشتل	۷	ایمن	۷
				کنکم	۸	اہیمبر	۸
۵	سری	بسنت	۱	سندرا	۱	دہیان کی	۱
		مالسری	۲	مالو	۲	کنمبہ	۲
		آساوری	۳	گونڈ	۳	سرب	۳
		ماروا	۴	دہن ساگر	۴	کہیم	۴
		دھناسری	۵	کشمنبہ	۵	سہتر بگھا	۵
				گبھیر	۶	سیچیا	۶
				اشتل	۷	سداکر	۷
				بہاگڑا	۸	سوہنی	۸
۶	میگھ	بہوپالی	۱	جالندھر	۱	کھنڈر ناٹ	۱
		ٹانک	۲	گنبھیر	۲	گداوری	۲
		گوجری	۳	سارنگ	۳	گوم ناٹ	۳
		ٹنک	۴	نٹ نارائن	۴	بہاری	۴

			ویشکار ۵	شنکرابھون ۵ کلیان ۶ گندھار ۷ سانبا ۸	مانج ۵ پرج ۶ نٹ منجری ۷ شدھ ناٹ ۸
نتران	ئ		بہ	پچ	پچ ۱۴
	بیر	..	سینی	ستپ	بیان کا نتران کل

متفرق

۱ کامی
۲ مدرادوی
۳ منک دھن
۴ کنیٹری
۵ چندرکا
۶ سگری رین
۷ کیداری
۸ ہیولی
۹ ناگری
۱۰ ریوا
۱۱ سبیکھی
۱۲ کاپاں
۱۳ ناگ دہن
۱۴ جیتی
۱۵ کالندری
۱۶ سری
۱۷ کنب ہارو
۱۸ کنجری
۱۹ جورٹی
۲۰ الیمیر
۲۱ جیجی
۲۲ ایسہر
۲۳ کام لوچن
۲۴ کلہنس
۲۵ دراوری
۲۶ دیولگت
۲۷ صورت
۲۸ ولیری
۲۹ کلہاہنس
۳۰ گوڑمی
۳۱ بانداری
۳۲ برنجی
۳۳ بن جیی
۳۴ نکمٹ ہنسی
۳۵ ساولی
۳۶ دیوگندھ
۳۷ کارنانی
۳۸ نند
۳۹ کولاہل
۴۰ دہول
۴۱ رورانی
۴۲ گمگی
۴۳ استرن تیرتھا
۴۴ رگنتہنا
۴۵ راما
۴۶ برنگی
۴۷ دھامنی
۴۸ ترنبنی
۴۹ بہاگا
۵۰ مود ہنرا
۵۱ تنگی
۵۲ دیواری
۵۳ نزنکی
۵۴ گوڑکری
۵۵ بہناکا
۵۶ نلمبی
۵۷ ہہجبت
۵۸ بیلاس
۵۹ دیپاولی
۶۰ نگراوتی
۶۱ سیرینچن
۶۲ سگمت بیلا
۶۳ الاولی
۶۴ ہوسکہ بارکھید
۶۵ سہرپوبست
۶۶ کنک دھن
۶۷ رہس گلا
۶۸ منغا ستاک
۶۹ خرو و مست
۷۰ سنہ رت
۷۱ براگیسری
۷۲ رت بیلا
۷۳ کلادریہ
۷۴ ولیشنا
۷۵ گندھاری
۷۶ دیپاولی

۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴
دیوالی	سوہی	ملاوا	کنیروی	ستھری	بجینتا	سرہٹی	سنکر

۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲
اسنتھ	کرناٹ	بدکا	برہسکا	بہیلی	ہرسنگار	سرفرین	نائکی

۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸
سکت پکنا	کہٹ تیکٹ	سیورتی	مدن متھن مادھودمی	کلا ایرین	ببادلی

۹۹	۱۰۰	۱۰۱	۱۰۲	۱۰۳	۱۰۴	۱۰۵
کاپرگوری	سراشتک	جمباوتی	انشی	کنٹھا	مدبین	راج ہنس

۱۰۶	۱۰۷	۱۰۸	۱۰۹	۱۱۰	۱۱۱	۱۱۲	۱۱۳
سرلیس مدہر	نمرو	الوپ روپ	سنکٹ	سنکرن	راگیسر	بجنا	نیتے

۱۱۴	۱۱۵	۱۱۶	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۹	۱۲۰	۱۲۱	۱۲۲
کرنانٹ	کوشل	گربی	پاروائی	مالوی	سبتا	ہڑولی	ادولی	میرقم

۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰
کومبادلی	بلاوتی	لیلاوتی	کبردی	ترسی	گواکری	سدھ	الیوتا

۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸
آساوری	کہنوی	گوری	سیروہی	گورہ	آسانگ	مہناونت	منگلاشک

۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶
کٹ لنک	امینی	پریوی	ہنس	کہیم کہرج	رام پوریا	لوم	جوم

۱۴۷	۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰
بنگال سری	دہوریہ	گانی	مدرسیہ وغیرہ

رواج گیت

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
سرگم	چترنگ	ترونٹ	دھرپد	استھائی	دھمار	پچیری	پوربی

۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷
پربھاتی	خیال	پٹا	ماند	لید	ٹھمری	دیس ملار	کجلی	ساون

۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴
بسنت	ہوائی	سہاگ	ترانا تلانا	سہانا	لاونی کلغی طرہ	بول

۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱
جنگلا	پد	شلوک	چوپائی	چوبولا	کبت گنا چہری ڈنڈک سویا	دوہا

۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹
سورٹھا	چھند بندہ	غزل	خمسہ	ریختہ	مستزاد	پردے	چہچہے

۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷
کھڈلیا	سہرا	بنرا	سوہر	گاری	بیاہ	گونڈاسو	کھٹیا

۴۸	۴۹	۵۰
کہروا	دادرا	آلہا وغیرہ

وقت

نمبر	وقت	راگ راگنی	مرکب ہے
۱	صبح	۱ کالنگڑا	سوہنی - گوری - پوریا - سے
		۲ دیوگندھار	بھیرو و نٹ
		۳ سندہ بھیرویں	بھیروی سیندوی
		۴ باہری	سوہنی للت
		۵ دہول سری	جیت سری بیراری
		۶ بھٹیار	تلک کاموو بیہاس توم سارنگ اور اسادی
۲	پہر دن چڑہے	جونپوری	
		۷ جوگیا	آساوری رام کلی ٹوڈی بھیرو
		۸ شہر پردہ	بیہاس ملاری للت
		۹ علیا	مدہو مادوہنی بلاول
		۱۰	
		۱۱ سکل بلاول	
۳	دوپہر	۱۲ گوڑسارنگ	گوڑ و سارنگ سے مرکب ہے
		۱۳ مالی گورا	گوری و سورٹھ
		۱۴ شہر ملار	ملار کھماتی
		۱۵ میاکی ملار	برباری کانڑ باگیسری ملار سورٹھ
۴	تیسرے پہر	ملتانی عرف اودو	پیلو بسنت پوریا
		۱۶ بسوارہ	ہوباتی کافی سیندوی
		۱۷ جی جیوتی	

نمبر	وقت	نمبر	راگ	
		۱۹	دہانی	×
		۲۰	بیروا	پیلو پوربی بھیم پلاسی کھمباتی
		۲۱	پیلو	ابھیروی دہنا
		۲۲	جنگلا	جی جونتی کانڑا تلک
		۲۳	پاٹھ ماجی جونتی	گورتی نٹ مارو سری راگ
		۲۵	ساونت +	کیدارا و کاموود سے
		۲۶	ایم	
۵	شام	۲۷	گارا	ساہنا - بلاول
		۲۸	سیام	
		۲۹	پردیپکا	کھمباتی بہوپالی دیپک
۶	پہر رات	۳۰	کھایچ	—
		۳۱	دیس	گارا سند کھمباتی سنت سے
		۳۲	ضلع	کافی و شدھ سے
		۳۳	چھایا	کاموود گارا کیدار
		۳۴	حجاز	—
		۳۵	بہاگ	ملدری کھمباتی سورٹھی
۷	نصف شب	۳۶	سنکرا	کاموود - بہوپالی - یمن
		۳۷	نائک کاموود	تلک و کاموود لے
		۳۸	کافی	کانڑا بیرسا ملتانی
		۳۹	باگیسری	دہناسری کانڑا
		۴۰	سندریا	کافی درباری کانڑا پیلو
		۴۱	بے شری	—
۸	پچھلی رات	۴۲	جیجیونت	کہٹ راگ - سے
		۴۳	کہٹ راگ	بہیروی رام کلی سوہنی سے

رت (موسم)

نمبر	۱	۲	۳	۴	۵	۶
نام رت	بسنت	گرشم	برکھا	شرد	ہیمنت	ششر
نام ماہ	چیت بساکھ	جیٹھ اساڑھ	ساون بھادوں	کنوار کاتک	اگہن پوس	ماگھ پھاگن
راگ	ہنڈول	بھیروں	میگھ	مالکوس	دیپک	سری
راگنی	رام کلی	بھیروی	ٹنکا	ٹوڑی	دیشی	مارو
	دلیشا سو	بیراڑی	ملاری	گوڑی	کامودی	دھناسری
	للت	مدہ مادہ	گرجری	گن کلی	ناٹ	بسنت
	بلاولی	سندھوی	بھوپال	کھمباوتی	کیدارا	مالسری
	پٹ منجری	بنگال	دیش کار	ککبھہ	کانہرا	آساوری

اول رت بسنت تمثیل کبت

کوئل کوکت امبن پے ہیا ہولت ہے اِت ہا ہمارو

ہم کے درختوں پر کوئل چڑیاں بولتی ہے۔ جس کو سن کر ہمارا دل درد کرتا ہے

ہین مدمین سگرے جگ جیو چھو دس دیکھ برے متوارو

تمام دنیا کے حیوان جوانی پر ہیں۔ چاروں طرف سب متوالے دکھائی پڑتے ہیں

جوبن زور اتھور جناوت کون سناوہی حال گذارو

ہمارا شباب بڑا زور دکھلا رہا ہے اس کا گذر حال کون بیان کرے؟

شاردیو رت راج بسنت سوانت بسوائی کنت پیارو

سب موسموں کا بادشاہ بسنت یہاں ہے اور ہمارا صنم دوسری جگہ آباد ہے

دویم رت گریکھم

گریکھم ہائے تپے دن رین سو نین چین پرے نہیں آلی

گرمی کا موسم شب و روز تپش پر ہے آنکھوں کو مطلق آرام نہیں

تا پر ہے برہانل جوال سو کام کرال بہار کو جالی

شعلہ آتش شوق و سر پر ہے اور شباب سخت بد ذاتی کر رہا ہے

چندن او خس بند گیور دہیں ار گوائی انت سجالی

صندل خس دکا نور کے ٹکڑے گویا بریان کر کے جگر جلائے ڈالتے ہیں

شارد کون او پاو کروں جسے انت آئے ملے سجالی

ایسے وقت میں ترکیب کیا کروں جس سے ہمارا صنم آکر مل جاوے

سوم پاوس

پاوس آئے گیو شر پے انتو کل ایکہو جام نہیں

بارش سر پر پہونچی اب ایک گھڑی آرام نہیں ہو سکتا

تیر سمان لگیں جل بند شو دادر بول آرام نہیں
پانی کے قطرے تیر کے موافق لگ رہے ہیں اور گولر کی یہ آواز اچھی نہیں ہے

ہو ہو شور کریں چھو اوراری تہر پے تن کام نہیں
علاوہ اس چاروں طرف شور مچاتے ہیں۔ اس سے انتہا درجہ بے قراری ہے

شاہ رو چھائے رہے گھنشیام رہی گھر پے گھنشیام نہیں
کالے کالے بادل چھا رہے ہیں افسوس بادل ہیں ہمارا محبوب نہیں ہے

چہارم سُشرُد

ہائے کھنجن کیوں مٹکاوت ہے مم نین بھرے انسوانیں باہر
اے کھنجن چڑیا ہم کو سنترم مت دلاؤ کیوں بوجہ جدائی چشم اشکوں سے پُر ہیں

سو کھ رہی نگ ہیں سگری پیا آون کو نہ ملے تو اوسر
تمام راستہ اب خشک ہے تاہم ہمارے دوست کو یہاں آنے کا موقع نہیں ملتا

چندر جوڑات سبے جگ کو پر کیوں یہ گرو دہت دہاڑو مو پر
چاند سب کو ٹھنڈا کرتا ہے لیکن میری طرف غصہ سے گرم ہو کر دوڑ رہا ہے

شارو بے شرد اتپ ہائے ہیا کو لائے ہری پیدا ہر
یہ سردی ہمارے سینہ میں تپش پیدا کر رہی ہے اے خداوند یہ تکلیف دور کر۔

رس

رس نو ہیں جن کی تفصیل یہ ہے

نمبر	نام رس	کیفیت
۱	سنگار	وصل و ہجر
۲	ہاس	خندہ
۳	کرونا	رحم
۴	رودر	غصّہ
۵	بیر	بہادری
۶	بھیانک	خوفناک
۷	بی بہتس	گندہ
۸	ادبہت	بے شکل صورت
۹	شانت	تواضع

اوّل "سنگار" تمثیل کبت

ہرن مرگ سے ورگ کھنجن مین کہ پنکج کے اینار سوبان

یہ آنکھیں غزال ہیں یا کھنجن چڑیا یا جنجل مچھلی یا کمل یا کہ تیز تیر ہیں

ہیرت ہی ہر لیت ہیا ات ہی چپل تانت بھونہ کمان

جو دیکھتے ہی جان لے لیتے ہیں۔ بے صبری سے کمان ابرو چڑھاتے ہیں

شارد کون سجان بڑو کہ سنگار ن گاج سہے مسکیان

ایسا کون شخص مستقل مزاج ہے جو اس کے برق خندہ سے جان بچا سکے

گول کپول اموں سو بول سبے چھین مین کردیت اجان

مدور رخسارہ شیریں کلام یہ سبب ایسے آلہ ہیں کہ فوراً بے عقل کردیتے ہیں

دوئم "ہاس"

سندہ ستا لچھمی کہئے جہہ کی اوپما نہین پاوت کوئی

سمندر کی دختر سری لچھمی جیسی نیک ہیں۔ جس کے موافق کوئی نہیں

تا پت لشن سبے گن کھان سجان سو سبھ ہین یک اوئی

ان کے خاوند سری لشن بھگوان ہیں منبع ہنر و عقل اپنے مانند آپ ہی ہیں

سا گر چہر مجہار نہار بہار اپار کرین تھان دوئی

ہمیر سمندر میں دیکھو دونوں عیش بے پایاں کرتے ہیں۔

شارد سو یہ جہانسی ہنت لے پت اوپر سوئی:۔

یہ بڑی ہانسنے کی بات ہے کہ عورت شوہر کو لے کر پلنگ کے اوپر آرام کرے

سوئم "کرونا"

دین ملین مہاتن کہین سُدا مہین بہنیٹ کرشن پیارے
غریب بے وقار بالکل لاغر اندام سُدا ماں برہم سے سری کرشن جی پیار سے رہتے ہیں
ایک بہتی لپٹی ڈوہی نچ کُچھ تُندل تہورہی چھور بہار ے
ایک بوسیدہ پارچہ کے کنارے تہوڑے چاول جو نذر کو لائے تھے وہ سری کرشن جی نے چھین کر کھا لئے
نینن بار لیو پگ دہوے سو راور بنایو ہورنگ سنگار
اور اشک چشم سے پاشوئی کرے ایسے مفلس کو دولت شاہانہ دے کر بادشاہ بنا دیا
ہے کرونانده کے کرونا ہرئے تم شارد کے دُکھ بہار
اے کرم گار ویسی مجھ پر بھی رحم فرما کر تکلیف بے پایاں دُور کیجئے۔

چہارم رودر

رام کیو دہنو بہنگ جبے تب آگئے پرساد ہر دیکھن
سری رامچندر نے جب کمان توڑا اس وقت وہاں پرسرام جی دیکھنے آئے
نیتر انگار سمان کئے جنور و فر دہرے تن کالہی لیکھن
شعلہ آتش کے موافق آنکھ روشن تھیں۔ گویا غصہ ملک الموت کی شکل میں ہے
شارد کون دسا کہئے بہرائے بہکے نرپ جو دہر پیکھن
اس وقت کی کیفیت حیطہ تحریر سے باہر ہے بہت راجہ جو بن ٹھن کے آئے تھے فرار ہو گئے
ٹورن ہار رہے بالگائے اپنے دہرنی النوں لہو پیکھن۔
کیونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ جس نے توڑا ہو وہ علیحدہ کھڑا ہو جاوے ورنہ دیکھو زمین پلٹ دونگا

پنجم بیر رس

شارد بیر مہا نہو منت سو ایک پہلانگ سمندر ہی ناکیو
سری ہنومان جی بڑے بہادر ہیں جو ایک دوڑ میں سمندر کو کود گئے

لنکنی مار پچھارا چھے ار باغ اجاڑ سو کارج تا کیو -

لنکنی نسنچری کو انڈ اچھے (پسر راون) کو مارا دشمن کا باغ اجاڑا اور اپنا کام نکالا

کون سکے وہ روپ نہار سنگھار نشاچر کوٹن دا کیو

نہ شکل کون دیکھ سکتا ہے کروڑوں نسنچروں کو مار ڈالا -

چہا کیو گڈہ لنکھی جار ابار بہی نہ سبے بل چھا کیو

قلعہ لنکا کو جلا کر خاک کر دیا کچھ دیر نہ ہوئی سب زور لئے ہوئے ہیں

ششم بہانک

راون کی بہنی اہنی سم سوپ نکہا نج روپ سنواری

راون کی ہمشیرہ ناگن کی طرح مسماۃ روپ نکھا نے اپنا روپ بنا کر آئی -

رامہی آئے لگی چندراون نشاچر وتا بن بات بچاری

سری رام چندر کو دھوکا دینا چاہتی تھی لیکن اس کے دل کی بات سمجھ کے

ناکھو کان ہی کاٹ لچھن کروہ بہبوتب وہیہ لپیاری

لچھمن جی نے اس کی ناک اور کان کاٹ لیا تب وہ خون آلودہ اپنی اصلی صورت پھیلا کر بھاگی

کال سمان کرے دہن گھور گھٹھو را تھور بہیانک بہاری

ملک الموت کی طرح بڑا شور کرتی تھی اور نہایت خوفناک معلوم ہونے لگی

ہفتم بیبتس

ریکھن ہار بڑے گہوار سو نند کمار نہ بات بچاری

تنیر پیچھے عشق کرنیوالے کرشن جی بڑے نادان ہیں

شارد کوٹن سندری گوپن تیاگ بہیو وہیکی سنگاری

کروڑوں خوبصورت گوپیوں کو چھوڑ کر اس کے محبتی ہوئے

کوبر بہو ہر وا گھنی کبجا دہر گ نام نشاچر واری

پشت خمیدہ بالکل گندیدہ کوبڑی نشچر کی داسی ہے

نیر بہے درگ لار موہنے ات ہائے بہتبہس گلال مہاری

ناسور چشم اور آب دہن بہتا ہے نہایت مغلط ہے

ہشتم "اوبہت"

اوبہتتا دو لہہ بہیکھے دہرے ہشر پنج تہیشن جات ہاری نہاری

عجیب الصنعت شکل نوشہ نے بنائی ہے۔ پانچ سر مہادیو جی سے کوئی آنکھ نہیں ملا سکتا

گنگ جٹا اُر و ننگ سر پر بہجنگ لیے اُر بیل سواری

گیسو کے اوپر دریائے گنگ کی دھار ہے جسم برہنہ کالے سانپ لپٹے ہوئے بیل پر سوار ہیں

چندر للاٹ گرے بجہہ موہت شارد سماج سما جہوتیاری

پیشانی پر چاند اور زہر ہلاہل زیب گلو ہے۔ اور آپ کی فوج بھی بے مثل ہے

کا بر نار د کہو جن ہے جہی پار بتی نت کین اپاری

نارد جی نے کیا خوب نوشہ تلاش کیا ہے افسوس ان کیوں بیٹھے پاربتی جی نے بڑی عبادت کی تھی

نہم "شانت رس"

بالک ہعات کہیل کیو تر نا ین ہیں تزنی من بھائی

ایام طفلی میں لہو لعب کیا جوانی میں عورتوں سے راغب رہے۔

کام کرے اپنے من کے مد موہ کو لوبہہ رہیو ادہکائی

جا بیجا کام اپنے دل کے کئے تکبر محبت طمع بڑھاتے گئے۔

بر دہ بہئے سب بور کہ بیت ابون نہیں جیت سمائی

اب ضعیفی میں سب طاقتیں گم ہیں تاہم مضبوطی طبیعت میں نہیں آئی۔

شارد و سوچ بچار بہلا تن تے من تے بھج لے رگھوائی
اب بھی غنیمت ہے سوچ سمجھ کر خداوند کی عبادت کر

دوہا

شاردو چت سے سوچ لے ایہہ سنسار اسار
دل سے سمجھو یہ دنیا بے شیئز ہے
ہری رگھوبر کے بھجن بن نہیں کچھ ہے نستار
بلا عبادت پروردگار کے کچھ بہتری نہ ہوگی۔

عجائب کتب
صابون گری:- مکمل روز مرہ کے استعمال کے مختلف قسم کے خوشبوؤں کے صابون بنانے کی ترکیب اور انکا ... کی تصویر درج کیگئی ہیں ... صرف بارہ آنے - (۱۲/)
رنگریزی انگریزی اور دیسی طریق سے سوت کپاس - روئی سن وغیرہ - داون مرینہ - الپکا - مخمل - کمخواب - فلالین وغیرہ پر ہر قسم کے کچے پکے رنگ رنگنا - پاہ چڑھانا - ابرق کے ذرات بھرنا وغیرہ وغیرہ مجرب اور مستند تراکیب قیمت صرف بارہ آنے (۱۲/)
عطرساز اور گندھی ہر قسم کے ہندوستانی انگریزی اور فرانسیسی مجرب اور مستند نسخے - عطر - تیل پھلیل - ٹنکچر - غازہ وغیرہ بنانا - قیمت صرف بارہ آنے - (۱۲/)
حلوائی اسمیں ہر قسم کی مٹھائیاں بنانیکی ترکیب نہایت خوبی کیساتھ درج ہے قیمت صرف ایک روپیہ - (عہ/)
مجموعہ لوازمات مربے - حلوے - چٹنیاں - اچار اور رائیتے وغیرہ بنانے کی تراکیب - قیمت صرف آٹھ آنہ - (۸/)
رسوئیا:- بھوجن پرکاش اہل ہنود کے طریق پر جملہ اقسام کے کھانے پکانے درج ہیں - قیمت صرف ایک روپیہ - (عہ/)
باورچی جس میں اہل اسلام کے طریق، پر جملہ اقسام کے کھانے پکانے بتلائے گئے ہیں قیمت صرف ایک روپیہ - (عہ/)
خانساماں بالکری بک جس میں انگریزی طریق پر جملہ اقسام کے کھانے پکانے درج ہیں قیمت صرف دو روپے - (عٰہ/)
بیکری و کنفکشنری جسمیں جملہ اقسام کی ڈبل روٹیاں بسکٹ - انگریزی مٹھائیاں وغیرہ کے مفصل طریقہ درج ہیں - قیمت دو روپے - (عٰہ/)
ربڑ سٹیمپ میکر اسمیں ربڑ کی مہریں بنانے کا مفصل طریقہ درج ہے - قیمت صرف دو روپے - (عٰہ/)
ہر قسم کے عرق و شربت معہ رب و سکنجبین
جسمیں طریق علمی و عملی و شربت و رب سکنجبین بنانے کے ہر قسم کے نسخے درج ہیں بمعہ فوائد قیمت صرف چار آنے - (۴/)
المشتہر حکیم رام کشن مالک کارخانہ جڑی بوٹی پنجاب شاہ عالمی دروازہ لاہور

طب کا نچوڑ یا جوہر طب یا حکمت کا

لب لباب

(قیمت ایک روپیہ بارہ آنہ)

بیشک اگر آپ کوزہ میں دریا کو بھرا ہوا اور سمندر کو آبخورہ میں بند دیکھنا چاہتے ہیں
تاب کو منگائیے اور دیکھئے کہ یہ اگرچہ بڑی کتاب نہیں اور قیمت بہت کم ہے۔
جو اسکے کسقدر مصالحہ اسکے اندر ہے۔ تمام طبی معلومات! اصول حفظان صحت
سطرح پیدا ہوتا ہے۔ علامات۔ اسباب اور نتائج علاج یونانی۔ ڈاکٹری اور ویدک
ر کی تشریح۔ غذا ہضم ہونے کی تمام کیفیت۔ کیسی غذا کھانی چاہئے کیسا پانی
ہیئے مرض کیوں پیدا ہوتا ہے۔ خوبصورت اولاد کیسے پیدا ہوسکتی ہے۔ بانجھ
مردی کی کیفیت۔ عورتوں بچوں کی بیماریاں بمعہ علاج درج ہیں۔

غرضیکہ اس کی خوبی بیانیں نہیں آسکتی۔ اگر آپ حکیم اور ڈاکٹروں سے اپنا روپیہ اور
بچانا چاہتے ہیں تو اس کتاب کو منگا کر خود پڑھئے اور ملنے والوں رشتہ داروں کو منگوا
آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنی جسمانی حفاظت کریں۔ اور حفاظت کرنیکا طریقہ آپکو اس
سے بہتر اور کوئی بتلانے والا نہیں ہے۔

جو بے شمار روپیہ صرف کرنے کے بعد امید سے بھی زیادہ مفید
جوہر طب تیار ہوئی ہے۔ یہی اور فقط یہی آپ کی بے تکلفانہ در
دانہ رہنمائی کرسکتی ہے۔ اب کہہ دینا ہمارا ہے اور اس سے فایدہ اٹھانا
کام ہے اب آپ جانیں اور آپ کا کام۔ یہ نایاب کتاب اسوقت ہاتھوں
وخت ہورہی ہے اسکو بہت ہی جلد منگانا لازم ہے۔ باوجود ان تمام خوبیوں
ں نایاب اور نادر اور لاثانی کتاب کی قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنے (عہ/ ۱۲)

مشتہر حکیم رام کشن مالک کارخانہ جڑی بوٹی پنجاب شاہ عالمی دروازہ لاہور